اسلامی تصوف کے مصادر اور مستشرقین کی آراء کا ایک تجزیاتی مطالعہ

Origins of Islamic Sufism and a Critical study of the Opinions of the Orientalists

*عبدالوہاب جان الازہری

Abstract:

The issue of the source and origin of Sufism in Islam is a complex one. A number of scholars, since the latter half of the nineteenth century have put forward conflicting claims. Earlier Orientalists thought that a Sufism developed from a single source while the latter scholars think a number of different sources should be considered as origin of Sufism. Both groups agree, however, in maintaining that Sufism is an addition to Islam and did not originally belong to Islam. Different opinions have been presented regarding the true source of Sufism, for example, Persian, Indian, Christian, Jewish and Neo-Platonic philosophies. The present paper intends to refute these charges of external influences on Islamic Sufism and attempts to show that the real origin of Islamic Sufism lies nowhere but in the teachings of the Holy Qur'an, Sunnah of the Prophet (peace be upon him) and lives of the blessed companions of the Prophet (peace be upon him)..

اسلامی تصوف کے مصادر اور مستشرقین کی آراء کا ایک تجزیاتی مطالعہ:

فکر اسلامی میں اسلامی تصوف کے مصدر اور ماخذ کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ ہے۔ خصوصا انیسویں صدی کے شروع سے لیکر آج تک مغربی مفکرین میں سے مستشرقین تصوف کے حقیقی مصدر کے متلاشی ہیں۔ اس سلسلے میں متقدمین مستشرقین اسلامی تصوف کو ایک ہی مصدر کی طرف منسوب کرتے ہیں، جبکہ متاخرین متعدد مصادر کی طرف مائل ہیں۔ لیکن ان سب کا خیال ہے کہ تصوف اسلام میں دخیل ہے، باہر سے آیا ہے۔ اسلام سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

*لیکچرار وانچارج شعبہ علوم اسلامیۃ (سیلف فنانس) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

کوئی کہتا ہے کہ یہ ایران اور اہل فارس سے ماخوذ ہے، کوئی ہندوستانی ادیان سے متاثر قرار دیتے ہیں۔ کوئی عیسائیت اور یہودیت سے ماخوذ کرتے ہیں اور کوئی افلاطونی فلسفہ سے منسوب کرتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ان سب آراء کا ردّ بھی کریں گے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ تصوف کا اصل مصدر قرآن وحدیث ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی حیاۃ طیبہ ہے۔

نظریہ مصدر فارسی:

مستشرقین میں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ تصوف کی اصل فارسی ایرانی ہے، ان میں سے ایک F.A.DThuluk ہے۔ یہ جرمن مستشرق ۱۸۲۱ء میں اپنی کتاب Sufismus sire theologiapanthistiea میں لکھتے ہیں کہ اسلامی تصوف کا اصل مجوسی ہے۔ دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ شمالی ایران میں اسلامی فتوحات کے بعد اکثر مجوسی اپنی مجوسیت پر بدستور قائم رہے۔ اور تصوف کے اکابرین کی اکثریت شمالی ایران، خراسان میں سے نکلے۔ ساتھ ہی تصوف کے اکثر بانی مجوسی الاصل تھے، جیسے معروف کرخی اور ابو یزید البسطامی وغیرہ[۱]۔

جب کہ ہالینڈ کے مستشرق Dozy اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ تصوف مسلمانوں کی طرف فارس سے آیا ہے اور فارس میں اسلام سے پہلے ہند سے آیا تھا۔ ڈوزی کے نزدیک فارس میں ایک نظریہ عرصہ دراز سے آرہا ہے کہ "ہر چیز کا صدور اللہ کی طرف سے ہے اور عالم کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے اور موجود حقیقی صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے"۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو اسلامی تصوف سے ٹپکتے ہیں[۲]۔

جواب:

تصوف معروف کرخی اور بایزید بسطامی کے مرہون منت نہیں ہے اور نہ سارا تصوف ان ہی حضرات کی وجہ سے پھیلا، بلکہ اس میں مغرب عربی اور مصر کا خاص عمل دخل ہے، جیسے ذوالنون مصری، ابو سلیمان الدارانی اور حارث المحاسبی وغیرہ۔ اور یہ جو نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ عالم کا فی ذاتہ کوئی وجود نہیں ہے اور موجود حقیقی رب ذوالجلال کی ذات ہے۔ اگر اس کا اشارہ تصوف میں وحدۃ الوجود کی طرف ہے، تو یہ نظریہ تصوف کے آخری چھٹی صدی میں آیا اور اسلام کے تمام صوفیاء کا یہ مذہب اور مسلک نہیں ہے۔

Thonlk کے نظریے پر ایک مستشرق Arberry خود ردّ کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کا یہ نظریہ جدید تحقیق کے اصولوں کے منافی ہے، اور ایک فضول بحث چھیڑی ہے[۳]۔ پھر ایک جگہ خود Thonlk گواہی دیتا ہے کہ تصوف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی ہی کا خلاصہ ہے[۴]۔

اور مستشرق R.A Nichoeson لکھتے ہیں کہ علم الکلام، فقہ اور تصوف کی اوّل بنیاد اور اساس قرآن کریم اور سنت ہی ہے[۵]۔

نظریہ مصدر ہندی:

بعض مستشرقین کی رائے یہ ہے کہ اسلامی تصوف کا ماخذ ہندی ثقافت ہے، اور یہ اسلامی ثقافت میں ایسا گھس گیا ہے جیسا کہ بعض ہندی عادات اور رسم و رواج داخل ہوا ہے۔ یہ لوگ اسلامی تصوف کے بعض نظریات اور وظائف عملیہ کو ہندی تصوف کے متشابہ قرار دیتے ہیں جیسے ہندی مذاہب میں زہد اور ذکر و فکر کے طریقے، معرفت، فناء اور وحدۃالوجود جیسے مسائل میں ایک گونہ یکسانیت ہے۔

ان مستشرقین میں Hortman, Max Horten, اور A.Von Cremer قابل ذکر ہیں۔

Horten کا یہ نظریہ ہے کہ اسلامی تصوف کے اصول و ضوابط ہندی فکر سے ماخوذ ہیں[۶]۔

ڈاکٹر ابو العلاء عفیفی لکھتے ہیں کہ ہورٹن نے اس نظریے کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس سلسلے میں اس نے ۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۸ء میں دو مقالے بھی لکھے ہیں۔ اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ابویزید بسطامی و حلّاج اور جنید بغدادی کا تصوف ہندی افکار سے بھری تھی۔ خصوصاً منصور حلّاج کے نظریات پر زیادہ تر چھاپ ہندی افکار ہی کا تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے تصوف کے بعض فارسی اصطلاحات کے تجزیہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلامی تصوف بعینہٖ ہندی ویدی مذہب ہے[۷]۔

اسی طرح دلائل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ:

۱. ابتدائی اکثر مشائخ صوفیہ غیر عربی تھے، جیسے ابراہیم بن ادہم، شقیق بلخی، ابویزید بسطامی اور یحیٰ بن معاذ الرازی۔

۲. یہ کہ تصوف اسلامی پہلے پہل خراسان میں ظاہر ہوا اور پھیلا۔

۳. یہ کہ ترکستان فتح اسلامی سے پہلے مشرقی اور مغربی دنیا کا ایک دینی اور ثقافتی مرکز تھا۔ جب اس کے باشندے اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے قدیم صوفی عادات و نظریات کے رنگ سے اسلامی تصوف کو رنگ کر دیا۔

۴. یہ کہ مسلمان خود بھی ہندی اثرات و نظریات کے اختلاط کے معترف ہیں[۸]۔

اسی طرح Richerd Hortman کا قول Arberry نقل کرتے ہیں کہ صوفی ابو علی سندی، ابو یزید البسطامی کے استاذ رہے ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ تصوف کا اصل ہندی ہے[۹]۔

الفریڈون کریمر کی رائے یہ ہے کہ تصوف میں دو عناصر پائے جاتے ہیں ایک عیسائی رہبانیت والا اور دوسرا ہندی بدھ مت والا، جو کہ حارث المحاسبی، ذوالنون مصری وغیرہ میں پائے جاتے ہیں[۱۰]۔

جوابات:

Max Horten کے رد میں مستشرقہ A. Schimmel لکھتی ہیں کہ Max Horten نے تصوف کو ہندی مصدر قرار دینے کے لئے جو دلائل دیئے ہیں وہ تسلی بخش نہیں ہیں اور اس جیسے دعوی کرنے کے لئے یہ دلائل ناکافی ہیں[۱۱]۔ جبکہ Arberry کہتے ہیں کہ Max Horten جیسے آدمی کے علاوہ کسی اور نے تصوف کو ہندی مصدر قرار دینے کی کوشش نہیں کی، لیکن اس کے دلائل کا جو طریقۂ کار ہے یا اس نے جو استنباطات کیے ہیں وہ خود اپنے دعوی کی مخالفت کرتے ہیں، اور اس کا مقصد اور طرز بیان جدلی ہے۔ جبکہ ماسینیون نے حلّاج کو موحد (Monotheist) قرار دیا ہے[۱۲]۔

اسی طرح مستشرق Brown اپنی کتاب "تاریخ ادب فارسی" میں Horten کے تشابہات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ سطحی دلائل پیش کیے ہیں اور حقیقت سے بالکل خالی ہیں[۱۳]۔ جبکہ اسلامی تصوف پر ہندی، بوذی اثرات کے فقدان کے بارے میں کہتا ہے کہ تصوف اور بدھ مت کے تعلیمات میں بہت جوہری اختلاف ہے۔ اگرچہ بدھ مت کے نروانا اور تصوف کے فناء میں ایک گونہ سرسری مشابہت ہے، لیکن طریقۂ کار اور مقصد میں دونوں ایک دوسرے سے انتہائی مختلف ہیں۔ جبکہ وحدۃ الوجود اور ویدوں کے تعلیمات میں مشابہت اور طریقۂ کار میں اتفاق بہت ہے[۱۴]۔

Von Cremer کی رد میں Margrat Smith تعجب کا اظہار کرتی ہے کہ حارث المحاسبی جیسی شخصیت کو بھی Von Cremer نے بدھ مت سے متاثر قرار دیا ہے۔ یہ کہتی ہیں کہ حارث المحاسبی نے تو غزالی سے پہلے اہل سنت و جماعت میں تصوف کو اسلام میں ایک اعلی مقام دیا تھا۔ اور حارث المحاسبی نے

جو افکار پیش کئے تھے وہ عرب و عجم (فارس) دونوں کے لئے قابل قبول تھے۔ اس نے تو تصوف کے اوّل اور بنیادی مآخذ کو قرآن کریم و سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا تھا۔

"His first and chief authority for any doctrine is the Quran, the word of God and his second the Sunnah, the canonical law embodying the traditions of Muhammad[15]."

اسی طرح نیکلسون (Nicholson) اپنی کتاب میں اسلامی تصوف کے مصدر کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"A part from the fact that Sufism like every other religions movement in Islam, has its roots in the Quran and Sunnah and cannot be understand unless we study it from the source upwards[16]."

ترجمہ:

"در حقیقت تصوف اسلام کے دیگر دینی تحریکات کی طرح اس کی جڑیں اور مآخذ قرآن و سنت سے جڑی ہیں۔ اور اس کی حقیقت کو سمجھنے سے ہم اس وقت تک قاصر رہیں گے جب تک ہم اس کے بنیادی مصادر تک رسائی نہ کریں۔"

اور اس لئے دیوان شمس تبریز کے ترجمہ کے مقدمہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ:

"The identity of two beliefs does not prove that one is generated by the other, they may be the result of a like cause[17]."

دو عقیدوں کے درمیان مشابہت اور مماثلت اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ ایک دوسرے سے متاثر ہیں۔ ہو سکتا ہے دونوں کے سبب مشترک کا نتیجہ ہو۔

دوسرے مستشرقین جو تصوف کے ہندی اثرات کے بارے میں خیال کرتے ہیں، ان کے دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے اور زمینی حقائق کے بالکل برعکس ہیں۔ یہ البیرونی کی بات کرتے ہیں تو ابوریحان محمد بن احمد البیرونی ۴۴۰ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ اس نے اس وقت یہ کتاب لکھی تھی کہ جب تصوف اسلامی تصور اور مصادر سے مزین تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ کتاب میں یا اس سے پہلے یا بعد میں کوئی تاریخی سند نہیں ہے کہ مسلمانوں کا ہندی، بوذی افکار کا کوئی تبادلہ رہا ہو۔

نظریہ مصدر یونانی:

مستشرقین کا ایک گروہ اس بات کے قائل ہے کہ تصوف اسلامی یونانی تصوف کی ایک خاص قسم ہے۔ وہ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اسلامی تصوف کو بعض افکار - بقول ان کے - قدیم اور جدید افلاطونی فلسفہ سے ملتے جلتے ہیں۔

جیسا کہ E. H Whinfield کا بیان ہے کہ نوافلاطونیت میں اشراقی باطنی فلسفہ میں اور تصوف کے الہام اور کشف میں ایک گونہ مشابہت اور مماثلت ہے، جو ایک واضح ثبوت ہے کہ صوفیاء نوافلاطونیت سے متاثر ہیں[۱۸]۔

مصر کے تصوف کے بڑے بڑے علماء جیسے ابوالعلاء عفیفی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ حلمی اور شیخ المشائخ ابوالوفاء التفتازانی اس بات پر متفق ہیں کہ تصوف میں بعض مصطلحات اسلام میں دخیل ہیں جو یونانی فلسفہ سے عمومی طور پر اور افلاطونی فلسفہ سے خصوصی طور پر بذریعۂ ترجمہ مسلمانوں کے اندر آئے ہیں جو کہ ابن ناعم نے کتاب "اوثولوجیا ارسطاطالیس" کا ترجمہ کرکے مسلمانوں کو پیش کیا تھا کہ ارسطو نے افلاطون کے تاسوعات سے اقتباس لیا ہے اور اس سے لاہوتی مذہب نکلا ہے۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ حلمی رقمطراز ہیں کہ "اتولوجیا ارسطو" جو نوافلاطونیت کی کتاب ہے، میں مذکور ہے کہ حقیقت علوی کا ادراک فکر سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ادراک نفس اور عالم محسوس سے فناء اور مجرد ہو کر مشاہدہ سے کیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کی گنجائش فلسفی صوفیاء کے کلام میں بھی معرفت کے باب میں موجود ہے کہ حس اور عقل سے معرفت حقیقی کا حصول ناممکن ہے۔ بلکہ اس کا حصول تب ہوتا ہے جب بندہ نفس کو ترک کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور ڈال دے اور وہ ذات الٰہی میں ایسا مستغرق ہو کہ فرق بالکل ختم کردے۔ پس ثابت ہوا کہ معرفت کے حصول کے طریقہ میں دونوں مکاتب فکر میں مشابہت ہے۔ اسی طرح مسلم صوفیاء، دلف ٹیمپل (معبد) میں لکھے ہوئے اس یونانی عبارت سے بھی واقف ہوں گے کہ "اپنے نفس کو خود جان لو"۔ صوفیاء نے اس عبارت کو پہچان لیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اس قول "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کے زمرے میں لیا"۔ اسی طرح فلسفی صوفیاء کے وضع کردہ بعض اصطلاحات جیسے کلمہ، عقل اوّل، علت اور معلول، فیض وجد، وحدت اور کثرت جیسے الفاظ کا استعمال تاثیر کی ایک واضح دلیل ہے[۱۹]۔

لیکن یہ تاثیر اسلامی تصوف پر بہت کم درجے تک محدود رہا۔ جو عقل فعال اور نفس کو بدن سے مجرد کرکے اوپر مخلوق کے ساتھ اتصال وغیرہ جیسے باتیں کرنے والے اس تاثیر کی زد میں آئے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ معرفت کی باتیں کرنے والوں کا مصدر خالص اسلامی ہے۔ جو قرآن و حدیث میں اس کے نمونے ملتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن کے تصوف پر یہ اثرات تھے وہ چھٹے صدی ہجری کے چند لوگ تھے۔ اس سے پہلے تصوف اپنے خالص اسلامی رنگ میں مضبوط بنیادوں پر استوار ہوا تھا[۲۰]۔

نظریہ مصدر نصرانی مسیحی:

اس نظریے کے حامل مستشرقین میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ Von kremer، JolianBalie، Q Leary، Andrae، Asian Palacies، Gold Ziher، Wensinck، Neoldeke، اور جب Gibb وغیرہ شامل ہیں۔

ان میں سے ہر ایک نے اس نظریہ کی حمایت میں مختلف دلیلیں پیش کی ہیں جس کا خلاصہ مصر کے محقق ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے[۲۱]۔

۱. اسلامی تصوف اور مسیحی تصوف میں ظاہری لباس میں مشابہت، جیسے خرقہ (جبّہ) کا استعمال، جس طرح مسیحی راہب اپنے شانوں پر کپڑا ڈالتا ہے۔ اسی طرح اون کا استعمال اور اس کے کپڑے کو تصوف کی نشانی سمجھنا۔
۲. چند امور میں فکری مشابہت جیسے نفس کی محاسبہ کرنا۔
۳. اسلامی تصوف میں بعض آرامی اور سریانی زبان کے الفاظ استعمال کرنا، جیسے لاہوت، ناسوت، رحموت، رہبوت، ربانی اور روحانی وغیرہ۔
۴. مسلمانوں اور عرب نصرانیوں کے درمیان حیرہ، کوفہ، دمشق اور نجران وغیرہ علاقوں میں اختلاط۔
۵. متقدمین صوفیاء کی بعض روایتیں جو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اس سلسلے میں Von kremer نے اپنی کتاب "اسلام کے چیدہ چیدہ اذکار کی تاریخ" (Geschichle der herrschundendeen des Islam) میں اسلامی تصوف کی تاریخ وتدوین پر پہلی مرتبہ علمی اور تحقیقی کوشش کی۔ اس میں کریمر نے اپنا یہ نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ اسلامی تصوف دو مختلف عناصر کا مجموعہ ہے۔ ایک عنصر مسیحی رہبانیت والا اور دوسرا ہندی بدھ مت والا۔ اور یہ دونوں عناصر تصوف کے بڑے مشائخ جیسے حارث المحاسبی، ذوالنون مصری، ابویزید البسطامی اور جنید بغدادی کی زندگی میں ملتے ہیں۔ اور ہندی بدھ مت کا عنصر نظریۂ وحدۃ الوجود کا تصوف اور اہل تصوف میں موجود ہونا ہے[۲۲]۔

اسی طرح گولڈ زیہر (A. Gold Ziher) نے بھی تصوف کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک زہد اور دوسرا تصوف۔ اس کے نزدیک زہد کا روح اسلامی اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب سے ایک مضبوط رشتہ ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور بعثت کے اثرات کا نتیجہ تھا۔ جو کہ عین رہبانیت ہے۔

اس کے ساتھ گولڈ زیہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد میں غلو کی ممانعت والی احادیث کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جو صوم دہر اور عبادت کی خاطر مسلسل جاگنا اور ازدواجی زندگی سے دور رہنا وغیرہ پر مشتمل ہیں[۲۳]۔

ایک اور مستشرق Hamillon A. R. Gibb بھی کہتا ہے کہ تصوف اسلامی، مسیحی تصوف اور گینوسزم (Genostism) سے گہرا اثر لیا ہوا ہے[۲۴]۔

اسی طرح Nicholoson اپنے ایک مقالہ Muslim Asceticism جو کہ ۱۹۰۹ء میں انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس Ency. Of religion and ethics میں شائع ہوا تھا، میں حد درجہ کوشش کی ہے کہ یہ ثابت کرے کہ اسلامی تصوف اور زہد اسلامی، مسیحیت سے ماخوذ ہے۔

ایک اور مستشرق Julian Balick کے نزدیک جب مسلمانوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نیا دین قبول کیا تو مسلمانوں نے مسیحیوں سے روابط تیز کیں اور ان سے تصوف بھی لے لیا[۲۵]۔

اسی طرح لفظ "صوفی" بھی مسیحیت سے لیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ "صوف" (اون) سے مشتق ہے، جو کہ مسیحی راہب صوف سے کپڑے بنا کر پہنتے تھے۔ جس کو متقدمین مسلمانوں نے لے لیا۔ اسی طرح جبّہ "خرقہ" کا استعمال جو کہ صوفیاء استعمال کرتے ہیں، اسلام سے پہلے مسیحیت میں یہ موجود تھا[۲۶]۔

جوابات:

Balick پر مستشرق تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ مذہبی تعصب کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ اس نے علمی امانت کو بالائے طاق رکھ کر اس طرح الزامات لگائے ہیں[۲۷]۔

"It is not so much honest scholarship, as the worst form of the sectarian bigotry."

رہی یہ بات کہ عربوں کا اسلام سے پہلے اور بعد میں نصاریٰ کے ساتھ روابط تھے۔ اگرچہ جزیرۃ العرب میں موجود نصاریٰ کے مختلف فرقے موجود تھے جو مختلف ثقافات اور افکار سے متاثر تھے۔ لیکن مسلمانوں کا ان سے کسی قسم کی روحانی زندگی کے لئے ہدایات اور ارشادات طلب کرنا خلاف عقل اس لئے ہے کہ مسلمانوں کے پاس خود روحانیت کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ یعنی قرآن کریم ہدایت اور نور کا سرچشمہ ہے۔ اس کی شب و روز کی تلاوت اور اس کی آیات میں غور و فکر اور حکمت و اسرار اور روحانیات کے چشموں سے سیرابی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جو زہد اور نفس کے ساتھ مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ سے محبت سے بھرپور گلدستے کی صورت میں موجود ہیں۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی زہد اور تقویٰ کا ایک مثالی نمونہ تھا۔ تو پھر دوسروں سے ماخوذ کرنا، سمجھ سے باہر ہے۔

اس لئے مستشرقین آپس میں بھی ایک رائے پر متفق نہیں ہو رہے ہیں، بلکہ بعض مستشرقین کا تو اپنی آراء میں بھی تضاد ہے۔ تصوف پر سب سے زیادہ کام کرنے والے مستشرقین ماسینیون اور نکلسون ہیں، وہ بھی اس طرف مائل ہیں کہ تصوف اسلامی کسی اجنبی مصدر سے ماخوذ نہیں ہے۔ کبھی کبھی اشارہ دیتے ہیں کہ فلاں مصدر سے مشابہت رکھتا ہے، لیکن بعد میں دوسری جگہوں پر اپنی قول سے رجوع کرتے ہیں۔

باقی یہ بات کہ مسیحی راہبوں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات، تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر یہ تعلقات ثابت بھی ہو جائیں تو یہ قرآنی تعلیمات کے منافی نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ[۲۸]۔

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

اگر ہم بنظر غائر قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے جوہر کا مطالعہ کریں، تو ہمیں روز روشن کی طرح عیاں ہوگا کہ زہد، مجاہدۃ النفس اور دنیا کی شہوتوں اور لذتوں سے دور رکھنے کی واضح مصادر قرآن کریم اور احادیث نبویہ ہیں۔

مثال کے طور پر قرآن کریم کی ایک آیت:

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ.[۲۹]۔

ترجمہ: جان لو! دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب وخواہش ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کیلئے) عذاب شدید اور (مومنوں کیلئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ جو زہد کا مجسم پیکر تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو اتنی کثیر عبادت کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ اتنی کثیر عبادت کے باعث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بخشش کا وعدہ فرما رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔[۳۰]

ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مردہ بکری کے قریب سے گزرے اور فرمایا: دیکھو یہ مردار اس درجہ ذلیل و خوار ہے کہ کوئی بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس مردار سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔ فرمایا: دنیا کی صحبت تمام گناہوں کی سردار ہے، دنیا برباد شدہ لوگوں کا گھر اور مفلسوں کا مال ہے۔[۳۱]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ جو کی روٹی پکائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ فاطمہ یہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ ابا جان آج میں نے یہ جو کی روٹی بنائی تو میرا دل نہ کیا کہ اکیلی کھاؤں اس لئے آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ توڑا اور فرمانے لگے بیٹی یہ پہلا لقمہ ہے جو تمہارے والد نے تین دن بعد کھایا ہے اس رب کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تین دن سے اس پیٹ میں ایک لقمہ بھی نہیں گیا۔[۳۲]

حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چٹائی پر آرام کیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر کچھ نشانات آ گئے، ابن مسعودؓ سے رہا نہ گیا وہ بول پڑے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں نرم چٹائی بچھا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے دنیا کی کیا ضرورت؟ میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو گرماں کے زمانے میں سفر کر رہا ہو اور تھوڑی دیر کے لیے درخت کے سائے میں آرام کیا اور چل دیا، اسی طرح کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلمسے اس وقت بھی مروی ہیں جب حضرت عائشہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نرم بستر بچھا دیا تھا۔[۳۳]

اسی کو مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے بڑے عمدہ انداز میں یوں بیان فرمایا:

"کہ خاک کے فرش کے سوا جس کے پاس کوئی فرش نہ تھا، وہ اگر خاک پے سویا تو کیا خاک سویا، جو تخت پر سو سکتا تھا وہ مٹی پر سویا تو اسی کا سونا ایسا خالص سونا ہے جس میں کوئی کھوٹ نہیں۔"[۳۴]

اسی طرح صحابہ کرام کی اپنی زندگی زہد اور تقوی سے بھری پڑی ہوئی ہے۔ ہاں اگر بعد میں مسلمانوں نے کسی اور مذاہب سے کچھ چیزیں اپنی تصوف میں مختلط کئے ہوں تو یہ اسلام کے ابتدائی چھ صدیوں کے بعد کا ہوگا۔ اور اس وقت ہوگا جب اسلام نے تصوف حقیقی کی ایک شاندار عمارت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھمایا ہو۔

حوالہ جات:

[1]: ماخوذ از کتاب، مقدمہ کتاب فی التصوف الاسلامی، ص۔ ھ۔ طبع لجنتہ التالیف والنشر قاہرہ

[2]: مدخل الی التصوف، ص ۲۶

[3]: Arberry, An introduction to the history of Sufism, P- 32

[4]: دیکھئے ابحاث فی التصوف علی المنقذ من الضلال للغزالی، ڈاکٹر عبدالحلیم محمود، ص ۹۵

[5]: R.A.Niehasson, The Idea of personality in Sufism, PP- 8- 9. Lahore. 1964

[6]: مدخل الی التصوف الاسلامی، د/ ابو الوفاء التفتازانی، ص ۲۸

[7]: مقدمة فی التصوف الاسلامی، د/ ابو العلاء عفیفی، ص- ح

[8]: ایضا، ص - ط

[9]: Arberry, An introduction to the history of Sufism, P- ٣٤

[10]: فصول فی التصوف، دکتور حسن الشافعی، ص ٦٠

[11]: Mystical Dimension of Islam, P- ٣٣

[12]: Arberry, An introduction to the history of Sufism, P- ٣١

[13]: مقدمة فی التصوف الاسلامی، د/ ابو العلاء عفیفی، ص- ح/ ط- و مدخل الی التصوف الاسلامی، د/ ابو الوفاء التفتازانی، ص ٣١

[14]: الفکر العربی ومکانته فی التاریخ- اولیری- (ترجمه: د/ تمام حسان، مراجعه: د/ محمد مصطفی حلمی، ص: ١٩٩- ٢٠٠، ط- ملتزم الطبع و النشر عالم الکتب القاهرة- مطبعة مخیمر ١٩٦٢

[15] Margarat Smith. Al-Muhasabi; An early Mysthic of Baghdad. :

[16] Nicolson. The idea of personality in Sufism. Lahore 1964. P-4 :

[17] Nicolson. Selected poems from the Diwani Shams Tabtes. Cambridge. ١٨٩٨.

[18] :E. H Whinfield, Gulshan-i-Raz, London, 1980. PP- VI,VII

[19]: الحیاة الروحیة فی الاسلام، د/ محمد مصطفی حلمی، ص ٥٧- ٥٨

---

[۲۰]: ایضا، ص ٦١

[۲۱]: ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی، تاریخ التصوف الاسلامی، ص ٣٣- ٣٤، طبع ، وکالة المطبوعات کویت، ١٩٧٠ء

[۲۲]: الدکتور ابوالعلاء عفیفی، اسلامی تصوف اور اس کی تاریخ (نیکلسون کی کتاب)، مقدمہ، ص-ھ، و--ط/ لجنتہ التالیف والترجمہ والنشر بالقاھرۃ ١٩٥٦ء

[۲۳]: گولڈ زیہر، اسلام میں عقیدت اور شریعت، ص۱۲۹-۱۴۱ (ماخوذ)

[۲٤]: Studies on the civilization of Islam. Ed by Stanford Show and William Polk. P- 208, Lahore ١٩٨٧. See also: The structure of religious thoughts in Islam (The Muslin world) 1948

[۲۵]: J. Balick, Mystical Islam; An introduction to Sufism I.B, Tauris, London, 1989, P- 9

[۲٦]: ایضا : ص ١٠- ١٥ (متفرق)

[۲۷]: A.J. Arberry; An introduction to the history of Sufism. 1942, P- 33

[۲۸]: المائدہ: ۸۲-۸۳

[۲۹]: الحدید: ۳

[۳۰]: بخاری، الصحیح : ٢٠٧، رقم : ١١٣٠، کتاب التهجد، باب قیام النبی صلی الله علیه وآله وسلم حتی ترم قد ماہ

[۳۱]: ترمذی، الجامع : ٦٣٥ رقم : ٢٣٢١، کتاب الزهد، باب ما جاء فی هوان الدنیا علی الله عزوجل

[۳۲]: حیاتہ الصحابہ از مولانا محمد یوسف کاندھلوی : ج۱ص ۲۱۲

[۳۳]: الوفاء باحوال المصطفیٰ از ابن الجوزي: ص:٢/٤٧٥ بیروت)

[۳٤]: النبی الخاتم : از مولانا مناظر احسن گیلانی ص : ۵۲ مکتبہ اخوت لاہور